ناول

قمر علی خان، شعبہ اردو: اورینٹل کالج

اردو میں ناول کی روایت بہت قدیم نہیں پھر بھی اس نے وہ منصب حاصل کرلیا جس کے تحت ہمارے ناول کا رشتہ مغربی ناول کی روایت سے جاملا۔

ہمارے لئے ناول کالفظ غیر ملکی ہے یہ لفظ لاطینی زبان میں ''نئے'' کے معنی میں استعمال ہوا اور ڈی کیمرن کے مصنف نے اس کو نئے قصوں کہانیوں اور تمثیلوں کے لئے استعمال کیا۔ انگریزی میں یہ صرف سیرتی قصوں اور کرداری کہانیوں کے لئے مخصوص ہو گیا اور وہاں سے ہی اردو میں آگیا۔

ناول قصے کہانی کی ایک مخصوص صنف ہے اس اعتبار سے ناول ہمارے لئے بدیسی بھی نہیں۔ ہمارا ملک قدیم ترین ممالک میں سے ایک ہے ہمارا کلچر دنیا کے قدیم ترین کلچروں میں سے ہے۔ آدم کا پہلا قدم لنکا میں ہی پڑا تھا۔ اس لئے ہندوستان کا یہ دعویٰ کہ کہانی کا میر کارواں یہی ہے غلط نہ ہوگا۔ اس لئے کہ قصے کی ابتدا دیں سے ہوئی ہے جب ابن آدم مدنیت اور عمرانیت کے پہلے زینے پر ملتا ہے۔ دن بھر کی محنت کے بعد وہ شام کو حلقہ بنا کر بیٹھتا ہے۔ اپنی خواہشات، خوشیوں، مسرتوں اور غموں کا ذکر کرتا ہے۔ کہانی کے ابتدائی نقوش ہمیں یہیں ملتے ہیں۔

ناول کا آغاز صحیح معنی میں اس وقت ہوا جب سماج اپنی ترقی کی منزل تک پہنچ چکا تھا اور ادبیات میں فنی و فکری اعتبار سے پختگی اور گہرائی پیدا ہوگئی تھی۔ Rex-warner نے کہا تھا کہ ''ناول ایک فلسفیانہ مشغلہ ہے۔ فلسفیانہ مشغلہ سے مراد یہ ہے کہ ناول لکھنے کے لئے ایک سنجیدہ اور مہذب شعور اور خیال کی ایک خاص گیرائی اور گہرائی ضروری ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ ناول میں ہمیں صرف تفریحی پہلو نہیں ملتا بلکہ اس

Scanned with CamScanner

میں تہذیبی اور معاشرتی پہلو بھی ملتے ہیں۔

اس سے قبل کہ اردو ناولوں کا جائزہ لیں یہ ضروری ہے کہ اس صنف سے متعلق بنیادی باتیں کم از کم مختصر طور پر ہی بیان کر دوں۔

ناول کی تعریف کے سلسلے میں یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ ادب کی صنفوں کی تعریف چند جملوں میں نہیں ہو سکتی۔ ہزاروں صفحات میں بھی نہیں ہو سکتی تاہم مشہور مصنفین کے خیالات کا جائزہ لیا جائے تو بات کچھ صاف ہو سکتی ہے۔ رابن سن کروسو کے مصنف ڈینیل ڈفو نے سب سے پہلے اس فن کی بنیاد ڈالتے ہوئے دو چیزوں کا خاص خیال کیا ہے.......... ایک تو یہ کہ قصہ گو کو حقیقت نگار ہونا چاہیئے۔ دوسرے یہ کہ اسے کوئی نہ کوئی اخلاقی سبق دینا چاہئے۔ فیلڈنگ کا کہنا ہے کہ.......... ''ناول نثر میں ایک طربیہ کہانی ہے''۔

اس کے نزدیک المیہ قصہ ناول کا موضوع نہیں بن سکتا۔ دراصل وہ ناول کو تفریح اور طبع کا ذریعہ سمجھتا ہے اس لئے صرف ''طربیہ'' کو ہی ناول بنانا چاہتا ہے مگر یہ ادھورا تصور ہے۔

انگریزی کی ادیبہ کلاداریوز اس فن کی یوں تعریف کرتی ہیں........ ''ناول اس زمانے کی زندگی اور معاشرت کی سچی تصویر ہے جس زمانے میں وہ لکھا جائے''۔

Scanned with CamScanner

فرانس کا مشہور ناول نگار ایمل ژولا کہتا ہے ’’ ناول خیالات انسانی کا تجزیہ ہے اور ان کے مظاہرے کا ایک ریکارڈ ہے۔

فورٹیر ناول کی ہیئت اور صورت سے بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے۔......... ’’یہ ضروری ہے کہ قصوں کا مواد ان کے کرداروں کی سیرتیں ہماری سیرتوں سے اس قدر مشابہ ہوں کہ ہم ان میں اپنے روز کے ملنے والوں کی شناخت کر سکیں‘‘۔

ناقدین ادب کے اقوال بھی قابل توجہ ہیں پروفیسر دھارتن کا ارشاد ہے:۔

’’ناول ایک ایسے قصے کا بیان ہے جس میں ایک پلاٹ ہے۔‘‘

پروفیسر بیکر کی تعریف کے مطابق ناول کے لئے چار شرطیں ہیں:۔

(۱) قصہ ہو (۲) نثر میں ہو (۳) زندگی کی تصویر ہو (۴) اور اس میں ربط و یکرنگی ہو۔

مسٹر فورکا خیال ہے.......... ’’ ناول میں زمانہ موجودہ کی تاریخ ہو اور اس عہد کی کامل ترین تصویر جس میں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں۔

ناول کی تخلیق کے لئے چند مخصوص عناصر ترکیبی ضروری ہیں:۔قصہ پن‘ پلاٹ‘ کردار نگاری‘ مکالمہ نگاری‘ اور منظر نگاری۔

جدید نقادوں نے تین اور عناصر کا اضافہ کیا جس میں ہڈسن‘ میور اور فورسٹر وغیرہ شامل ہیں:۔وہ عناصر..........

(۱) زماں و مکاں (۲) نظریۂ حیات (۳) اور اسلوب بیان ہیں۔

کسی بھی ناول کے لئے قصہ پن کا ہونا ضروری ہے بغیر قصہ کے ناول کا وجود ناممکن ہے۔ای ایم فارسٹر نے کہا تھا کہ کہانی ناول کے ریڑھ کی ہڈی ہے۔

Scanned with CamScanner

قصہ کے بعد ناول میں پلاٹ کی اہمیت ہے۔ عام طور پر لوگ پلاٹ ہی کو قصہ سمجھ لیتے ہیں یہ غلطی ہے۔ کیونکہ پلاٹ تو ناول کو ترتیب دیتا ہے اور پلاٹ کی وجہ سے ناول میں ترتیب، تنظیم اور ربط و ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے ۔

پلاٹ کے بعد کردار نگاری کی اہمیت ہے کیونکہ کردار واقعات کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ ناول میں دو طرح کے کردار پائے جاتے ہیں۔ ایک وہ جو ناول میں شروع سے ہی پختہ اور پائیدار ہوتے ہیں۔ ان پر واقعات و حادثات اثر انداز نہیں ہوتے۔ مثلاً نذیر احمد کی اصغری، فسانہ آزاد کا خوجی۔ دوسرے وہ کردار ہیں جو ارتقائی مدارج طے کرتے ہیں اور پختہ ہوتے ہیں جیسے "سیر کہسار کی قمرن" اور "امراؤ جان ادا" کی امراؤ وغیرہ۔ اور کہانی کا اظہار مکالمہ کی شکل میں کردار ہی کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اس لئے مکالمہ بھی ایک اہم عنصر ہے مکالموں میں اگر جان نہ ہو تو کردار بھی بے جان ہو جاتے ہیں۔

پانچواں عنصر منظر نگاری ہے اس کی وجہ سے زماں و مکاں کا تعین ہوتا ہے۔ کامیاب ناول نگار اس کے بہتر استعمال سے قاری کو ناول میں کھو جانے پر مجبور کر دیتا ہے۔

زماں و مکاں ناول کا چھٹا عنصر ہے اس کے تحت ناول نگار قاری کو واقعات کے کب اور کہاں ہونے کا احساس دلاتا ہے۔

نظریہ حیات ناول کا ایک اہم عنصر ہے اس کا اور پلاٹ کا رشتہ قریبی ہے۔ ہر تحریر کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے۔ تخلیق بغیر مقصد

Scanned with CamScanner

کے ممکن ہی نہیں ۔ناول نویس جو کچھ لکھتا ہے وہ کسی خاص مقصد سے، کسی خاص نظریے کی تعلیم و تبلیغ کے لئے ہی لکھتا ہے فرق یہ ہے کہ مبلغ اپنے مقصد کو کھل کر بیان کرتا ہے اور ناول نگار خود چھپا کر غیر محسوس طریقے پر اپنی بات منواتا ہے۔ اسلوب بیان سے مراد بات کرنے کا ڈھنگ ہے اور تحریر کا اسٹائل ہے۔اس کی جادوگری سے تاثر بڑھ جاتا ہے۔

ناول کے فن کے متعلق اس مختصر سی گفتگو کے بعد اردو ناول نگاری کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

دیگر اصناف ادب کی طرح ناول بھی اردو میں انگریزی ادب کے زیر اثر آیا جب ہندوستان میں انگریزی حکومت بر سر اقتدار آئی تو ان کا ادب بھی ہندوستان آیا۔یہاں کے مصنفین اس صنف سے بڑے گہرے طور پر متاثر ہوئے۔مغربی ادب کے مطالعہ کے نتیجہ میں اردو میں بھی ناول کی بنیاد پڑی۔ہندوستان میں سب سے پہلے بنگلہ ادب میں ناول نگاری کی بنیاد پڑی۔رفتہ رفتہ یہ اردو ادب میں داخل ہوتی چلی گئی۔ چونکہ اہل ہندوستان مغربی ادبیات میں صرف انگریزی سے واقف ہیں اس لئے ناول کی تاریخ و تنقید متعین کرتے وقت صرف انگریزی ادب کے شاہکاروں ہی کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ جب کہ یورپ اور امریکہ کی فن ناول نگاری بھی خاص اہمیت حاصل کر چکی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ فرانس، جرمن اور روس کے فن قابل قدر اور ہماری توجہ کا مرکز ہوتے جا رہے ہیں۔

اردو میں ناول نگاری کا آغاز غدر کے بعد ہوا۔اس سے قبل ہم منثور و منظوم داستانوں میں کھوئے ہوئے تھے۔ان داستانوں سے ناول کو دو عناصر ملے......(۱) کردار نگاری اور (۲) منظر کشی

منظوم قصے مثنویوں کی صورت میں برابر جاری رہے۔وجہی سے لے کر مرزا شوق اور اس سے بھی آگے مثنوی نگار نے طرح طرح کی دلچسپیاں اور انفرادیت دکھائے۔

Scanned with CamScanner

اردو میں نثری قصے ''سب رس'' اور ''طوطی کہانی'' سے شروع ہوتے ہیں اس کی ابتدا فورٹ ولیم کالج سے ہوتی ہے جہاں تک قصہ کا تعلق ہے ''چہار درویش'' میں کوئی ندرت نہیں الف لیلوی رنگ پوری طرح طاری ہے پھر اس میں منظر نگاری' کردار نگاری اور مکالمے ہیں اس لئے ناول کی ارتقا میں اس کا حصہ ہے۔فورٹ ولیم کالج کی دوسری داستانوں کا بھی ناول کی ارتقا میں بلاشبہ حصہ ہے جس سے انکار ناممکن ہے۔

اردو داستانوں کا حقیقت سے بہت کم ہی لگاؤ ہے۔پھر بھی ان کو بالکل بیکار نہیں کہہ سکتے وہ غیر شعوری طور پر اپنے زمانے کے معاشرت کو پیش کرتی ہیں۔

اردو قصہ گوئی ابھی غیر فطری ہی تھی کہ سیاست نے ادب میں رخنے ڈالنے شروع کر دیے۔غدر کے بعد انگریزی تعلیم عام ہونے لگی۔لوگوں میں سرکاری ملازمتیں بھی ہونے لگیں چنانچہ اردو کا سب سے پہلا ناول نگار بھی سرکاری ملازم ہی تھا۔تاریخی حیثیت سے اردو ناول نگاری میں نذیر احمد اوّلیت کے مستحق ہیں۔

نذیر احمد نے بچوں کی تعلیم کے لئے ''مراۃ العروس'' اور ''بنات النعش'' لکھی۔پھر توبۃ النصوح'' اور ''ابن الوقت''۔ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے تمام قصوں میں ہماری معاشرتی زندگی کی بالکل سچی تصویر کشی کی ہے۔انہوں نے جن' پری' بھوت جیسے

Scanned with CamScanner

مافوق الفطرت عناصر کو قصوں سے خارج کر دیا اور عام انسانوں کے متعلق قلم اٹھایا۔ ان کے ناولوں میں بیشتر کردار مسلمانوں کے متوسط طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو غدر کے ہنگامہ میں اپنا وقار اپنی شان و شوکت اور آمدنی کے بیشتر وسائل و ذرائع کھو کر بھی شائستگی، شرافت اور عزت نفس جیسی قدروں کو سینے سے لگائے ہوئے تھے۔ مکالمہ نگاری میں نذیر احمد قدرت رکھتے ہیں۔ وہ روزمرہ کی بامحاورہ زبان لکھتے ہیں ان کے ناول ''مراۃ العروس'' کے زیر اثر کئی ناول لکھے گئے۔ حالی نے ''مجالس النساء'' نواب افضل الدین نے ''فسانہ خورشیدی'' اور شاد عظیم آبادی نے ''صورت الخیال'' وغیرہ لکھے۔

حالی کا ''مجالس النساء'' خالص تعلیمی کتاب ہے قصہ محض زیب داستان کے لئے ہے۔ ناول کی ترقی میں اس کتاب کا اتنا ہی حصہ ہے کہ اس نے مکالمہ نگاری کو آگے بڑھایا۔

شاد کے ''صورت الخیال'' میں نذیر احمد کے ناول سے زیادہ پیچیدگیاں ہیں۔ ولایتی کے کردار میں بڑی زندگی ہے۔

''توبتہ النصوح'' اور ''مجالس النساء'' کی اس کٹر مذہبی و تعلیمی دنیا کے بعد ہمیں سرشار کی وہ دنیا ملتی ہے جہاں ہنسی اور قہقہوں کے فوارے چھوٹتے ہیں۔ سرشار کے پہلے جو لوگ ہیں وہ زاہد خشک ہیں اور اخلاقیات کے مبلغ۔ سرشار ہنسی کھیل کے آدمی ہیں۔ سرشار صحافت نگاری کے راستہ سے ناول نگاری کے میدان میں آئے ان کا فن نہ صرف ''فسانہ آزاد'' کے جہان کے گرد گھومتا ہے۔ ''فسانہ آزاد'' میں عشق، رومان، بہادری بھی زیب داستان ہے زندگی کے بہت سارے پہلو اس ناول میں پیش کئے گئے ہیں۔ اس اعتبار سے سرشار کے مشاہدے کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ الغرض اس ناول کا دائرہ بہت وسیع ہے جس میں متنوع بیانات سے سرشار نے کام لیا ہے۔ اس ناول کا سب سے بڑا کمال خوجی جیسے کردار کی تخلیق ہے اس کی خودداری، قدامت پرستی، دلیری، حسن پرستی، آزاد سے وفاداری ہر باتیں لاجواب ہیں حالانکہ بے تکے پن کی بھی حد ہوگئی ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی

Scanned with CamScanner

نقص اس ناول میں ملتے ہیں پھر بھی یہ سرشار کا شاہکار ہے۔

ان کے دوسرے ناول ''سیر کہسار'' ''جام سرشار'' گرچہ ''فسانہ آزاد'' ہی کے ڈھانچے پر ہیں مگر ان میں سلیقہ زیادہ ہے۔

بیسویں صدی کی ناول نگاری پر جن کے کارناموں نے اثر ڈالے ان میں سجاد حسین انجم سب سے پہلے شخص ہیں جن کی تصنیف ''نشتر'' ایک طبع زاد آپ بیتی کے انداز میں پہلی بار لکھی گیا ناول ہے جو ۱۹۰۵ء میں تصنیف کی گئی ہے اس میں مصنف نے اپنے عشق و محبت کا واقعہ لکھا جو ناول کی دنیا میں پہلا واقعہ ہے اور کردار نگاری کے اعتبار سے بھی کامیاب ہے۔اس کے بعد منشی سجاد حسین ایڈیٹر اودھ پنچ کی تصنیفات قابل ذکر ہیں۔انہوں نے ''حاجی بغلول'' ''احمق الذین'' ''کایا پلٹ'' اور ''میٹھی چھوری'' کی وجہ سے ادبی دنیا میں ناول نگار کی حیثیت سے جگہ پائی۔فطری طور پر چونکہ سجاد حسین مزاح نگار ہیں لہذا ان کے ناولوں میں مزاح کا پہلو ملتا ہے۔

شرر نے اردو میں بہت سارے ناول لکھے ان کو ناول کے فن سے خاصا علم تھا مگر حقیقت نگاری کے سلسلے میں ناکام رہے۔

Scanned with CamScanner

شرر نے مسلمانوں کی پرانی تاریخ کو پھر سے زندہ کرنے اور اسلام کو عیسائیت سے بہتر ثابت کرنے کے لئے ناول کو ذریعہ اظہار بنایا ان کے کردار ان کی مرضی کے طابع ہیں۔ انہوں نے ہیئت کو ترقی دی ''فردوس بریں'' ہیئت کی بہتری کا بہترین نمونہ ہے اس میں زندگی کی تصویر کشی ملتی ہے۔ یہ ناول پلاٹ' کہانی' کردار' مکالمے' ماحول' جذبات نگاری اور فلسفۂ حیات جیسی خصوصیت کے اعتبار سے کامیاب ہے۔ لیکن تاریخی ناول کے فن پر پورا نہیں اترتا۔ انہوں نے تاریخی ناولوں کے علاوہ اور بھی عنوانات پر ناولیں لکھیں ان کے زیادہ تر ناولیں اصلاحی ہیں۔ ان کے کاوشوں نے ایسے رجحانات کی نشاندہی کی جو آگے چل کر بیسویں صدی کا بڑا غالب رجحان بن گیا ہے۔

Qunber Ali Khan

Oriental College, Patna city

Scanned with CamScanner